پانی کا سفر

تحقیق و تحریر: دانیال ندیم

پیشکش: سوک فریمز

تعاون: منارہ پالیسی اینڈ پریکٹس

حمزہ کو اپنے کھیت کی سب سے زیادہ خوشی اس دن ہوتی تھی جب کپاس کی گانٹھیں ٹرک پر لادی جاتیں۔

وہ سڑک کے کنارے کھڑا رہتا، گانٹھوں پر اپنا نشان دیکھتا اور سوچتا کہ اس کی فصل اب بندرگاہ جائے گی، پھر کسی دور ملک کی فیکٹری میں دھاگہ بنے گی، کپڑا بنے گی اور شاید کسی بڑے شہر کی روشن دکان میں فروخت ہوگی۔

"ہماری کپاس دنیا دیکھتی ہے،" وہ فخر سے اپنی بیٹی عائشہ سے کہتا۔

عائشہ آٹھویں جماعت میں پڑھتی تھی۔ اس سال اسکول میں اسے ایک منصوبہ ملا تھا: کسی چیز کا سفر تلاش کرو، کھیت سے بازار تک۔

اس نے فورا کپاس منتخب کر لی۔

"میں آپ کی فصل کا پورا سفر لکھوں گی،" اس نے کہا۔

حمزہ ہنسا۔ "اس میں کیا ہے؟ بیج ڈالو، پانی دو، کپاس چنو، منڈی بھیجو۔"

عائشہ نے اپنی کاپی کھولی۔ "پانی کتنا دیتے ہیں؟"

حمزہ نے کچھ سوچ کر کہا، "جتنا فصل مانگے۔"

"اور کنویں میں کتنا پانی باقی ہے؟"

حمزہ نے جواب نہیں دیا۔

گاؤں کے زیادہ تر کھیت ٹیوب ویل کے پانی سے سیراب ہوتے تھے۔ نہر کا پانی کبھی وقت پر آتا، کبھی نہیں۔ پہلے کنویں کم گہرے تھے۔ اب ہر چند سال بعد پائپ مزید نیچے کرنا پڑتا تھا۔ موٹر زیادہ بجلی لیتی، مگر پانی کا دھارا پہلے سے کم ہوتا جاتا۔

اس موسم میں حمزہ نے قرض لے کر نیا پمپ لگایا تھا۔ کپاس کی قیمت اچھی ملنے کی امید تھی۔ گاؤں کے کئی کسانوں نے بھی کم پانی والی فصلوں کے بجائے کپاس اور گنا بڑھا دیا تھا۔

عائشہ نے اپنے منصوبے کے لیے گاؤں کے کنوؤں کی گہرائی لکھی، پمپ چلنے کے اوقات نوٹ کیے اور منڈی کے تاجر سے پوچھا کہ کپاس کہاں جاتی ہے۔

تاجر نے ایک کاغذ پر بندرگاہ کا نام لکھ دیا۔

"پھر؟" عائشہ نے پوچھا۔

"پھر جہاز پر چڑھے گی۔"

"کس ملک؟"

"جہاں خریدار زیادہ قیمت دے۔"

عائشہ نے کاپی میں تیر بنائے: گاؤں، منڈی، بندرگاہ، بیرون ملک۔

پھر اس نے ایک اور سوال لکھا: اس کپاس کے ساتھ کتنا پانی بھی سفر کرتا ہے؟

اگلے دن اس نے استاد سے پوچھا، "کیا پانی بھی برآمد ہوتا ہے؟"

استاد نے پانی کا گلاس میز پر رکھا اور کہا، "براہ راست نہیں۔ لیکن کسی فصل کو اگانے میں جو پانی استعمال ہوتا ہے، وہ گویا اس فصل کے اندر چھپا ہوتا ہے۔ جب فصل باہر جاتی ہے تو ہم اس کے ساتھ اپنے پانی کا ایک حصہ بھی دنیا کو بھیجتے ہیں۔"

عائشہ دیر تک گلاس کو دیکھتی رہی۔

شام کو اس نے حمزہ سے کہا، "ہم کپاس نہیں، پانی بھی بیچتے ہیں۔"

حمزہ ہنس پڑا۔ "پانی کون خریدتا ہے؟"

"جو کپاس خریدتا ہے، وہ اس میں لگا پانی بھی لے جاتا ہے۔"

"پانی تو زمین میں رہتا ہے۔ کپاس ٹرک میں جاتی ہے۔"

عائشہ اسے کنویں کے پاس لے گئی۔ موٹر چل رہی تھی، مگر پائپ سے نکلنے والا دھارا کمزور تھا۔

"یہ پانی زمین میں کہاں رہ گیا؟"

حمزہ کا چہرہ سخت ہو گیا۔ "تم کہنا کیا چاہتی ہو؟ فصل نہ اگائیں؟"

"میں یہ نہیں کہہ رہی۔ میں پوچھ رہی ہوں کہ جو چیز ہمارے پاس کم ہو رہی ہے، اسے کہاں اور کیسے خرچ کرنا چاہیے۔"

حمزہ نے موٹر بند کر دی۔ "یہ بات کتاب میں آسان لگتی ہے۔ گھر کا خرچ کپاس سے چلتا ہے۔"

چند ہفتے بعد گاؤں کے پرانے کنویں میں پانی تقریبا ختم ہو گیا۔ وہ کنواں ان خاندانوں کے کام آتا تھا جن کے گھروں میں نل نہیں تھے۔ عورتوں کو دور کی آبادی سے پانی لانا پڑا۔

اسی دن کپاس کی پہلی گانٹھیں منڈی روانہ ہوئیں۔

عائشہ نے دیکھا کہ ایک طرف عورتیں خالی گھڑے اٹھائے جا رہی ہیں اور دوسری طرف کپاس سے بھرا ٹرک گاؤں سے نکل رہا ہے۔ اسے اپنے منصوبے کے لیے سب سے اہم تصویر مل گئی، مگر وہ تصویر بناتے ہوئے خوش نہ تھی۔

اسکول کی نمائش میں اس نے ایک بڑا نقشہ لگایا۔ ایک نیلی لکیر کنویں سے کھیت تک جاتی تھی، پھر کپاس کی گانٹھوں کے ساتھ منڈی، بندرگاہ اور سمندر پار شہر تک پہنچتی تھی۔

نقشے کے نیچے اس نے لکھا:

"جو پانی دکھائی نہیں دیتا، وہ بھی ختم ہو سکتا ہے۔"

نمائش میں حمزہ بھی آیا۔ اس نے نقشے کے سامنے کھڑے ہو کر پہلی بار اپنی فصل کا سفر عائشہ کی نگاہ سے دیکھا۔

استاد نے کہا، "مسئلہ تجارت نہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ خشک ہوتے علاقوں میں کم پانی کے ساتھ ایسی فصلیں اگائی جائیں جن سے بہتر آمدن ہو، اور پانی کے استعمال کا حساب بھی رکھا جائے۔"

حمزہ نے پوچھا، "اگر ہم کپاس کم کریں تو کمائی کیسے ہوگی؟"

"فصل کا انتخاب بازار، زمین اور پانی، تینوں کو دیکھ کر ہونا چاہیے۔ صرف ایک قیمت کو دیکھ کر نہیں۔"

اس سال حمزہ نے اپنا قرض بڑی مشکل سے چکایا۔ منافع توقع سے کم رہا، کیونکہ بجلی اور پمپ کی مرمت پر زیادہ خرچ ہوا تھا۔

اگلے موسم سے پہلے گاؤں کے چند کسان جمع ہوئے۔ انہوں نے طے کیا کہ ہر کھیت کا پانی الگ الگ اندازے سے نہیں، مشترکہ حساب سے دیکھا جائے گا۔ زیادہ پانی مانگنے والی فصلوں کا رقبہ محدود کیا جائے گا۔ کچھ زمین پر دالیں اور کم پانی والی فصلیں آزمائی جائیں گی۔ منڈی سے یہ بھی معلوم کیا جائے گا کہ کون سی فصل کم پانی میں بہتر قیمت دے سکتی ہے۔

حمزہ نے اپنی پوری زمین پر کپاس نہ لگانے کا فیصلہ کیا۔

اس کے دوست نے حیرت سے پوچھا، "دنیا ہماری کپاس خرید رہی ہے، اور تم رقبہ کم کر رہے ہو؟"

حمزہ نے کنویں کی طرف دیکھا۔ "دنیا ہماری کپاس خریدتی ہے، مگر اپنا کنواں ہمیں خود بچانا ہے۔"

کئی ماہ بعد عائشہ نے ایک چھوٹی کپاس کی گانٹھ پر وہی پرانا نشان لگایا۔ اس بار پیداوار کم تھی، مگر پمپ بھی پہلے سے کم چلا تھا۔

ٹرک روانہ ہوا تو حمزہ نے اسے جاتے دیکھا۔

اب بھی اسے فخر تھا کہ اس کی فصل دور ملک جائے گی۔

مگر اب وہ جانتا تھا کہ ہر گانٹھ کے ساتھ صرف کپاس نہیں جاتی۔

زمین کے اندر چھپا ہوا پانی بھی اپنا ایک خاموش سفر طے کرتا ہے۔

ماخذی نوٹ

یہ کہانی World Bank کی رپورٹ "Continental Drying: A Threat to Our Common Future" میں بیان کردہ شواہد، مشاہدات اور بنیادی نکات سے اخذ کی گئی ہے۔ اس کا مقصد رپورٹ میں پیش کیے گئے مسائل کو عام قارئین کے لیے ایک بیانیہ انداز میں پیش کرنا ہے۔

کہانی رپورٹ میں بیان کیے گئے "ورچوئل واٹر ("Water Virtual) کے تصورسے متاثر ہے، یعنی وہ پانی جو فصلوں اور دیگر مصنوعات کی پیداوار میں استعمال ہوتا ہے اور تجارت کے ذریعے بالواسطہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو جاتا ہے۔

رپورٹ خشک ہوتے علاقوں میں زیادہ پانی طلب کرنے والی فصلوں، زرعی پانی کے کم مؤثر استعمال، اور غیر پائیدار تجارتی نمونوں کے پانی کے وسائل پر اثرات کی نشاندہی کرتی ہے۔ اس کہانی کے کردار، گاؤں اور تمام واقعات مکمل طور پر فرضی ہیں۔

MANĀRA
POLICY & PRACTICE

www.civicframes.org
www.manarapolicy.com

CIVIC FRAMES
lighting the Path